کسی ایک کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ نہ ماننا پڑے۔ہم دیکھتے ہیں کہ خواجہ علیہ الرحمۃ اس طرح کی صورت میں کس طرح تطبیق دیتے ہیں۔ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن دہلوی مرتب فوائد الفواد نے آپ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿والشعر آء یتبعهم الغاون﴾ (الشعراء: ٢٢٤)......گمراہ لوگ شعراء کی پیروی کرتے ہیں۔

اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ شاعروں کی پیروی کرنے والے گمراہ ہیں، جبکہ حدیث میں ہے:"ان من الشعر لحکمة" بے شک بعض شعروں میں حکمت ہوتی ہے۔

پس جب اہل شعر اہل حکمت ہیں تو جو لوگ ان کی پیروی کریں وہ گمراہ کیوں ہوں؟

ارشاد فرمایا: وہ شعراء جو ہزل وحشو (بے ہودہ اور فضول) اور ہجو کہتے ہیں ان کی پیروی کرنے والے کے لئے یہ حکم ہے۔اس پر دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی شعر کہے ہیں، جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس انداز سے آیت اور حدیث کے درمیان جو بظاہر تعارض تھا اس کو رفع کردیا اور دونوں میں اس انداز سے تطبیق دے دی کہ دونوں قابل عمل رہیں، کسی ایک کو ناسخ ومنسوخ ماننے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

دو متضاد حدیثوں کے درمیان تطبیق:......جب دو حدیثوں کے درمیان تعارض ہو تو محدثین اولاً دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ دونوں حدیثیں قابل عمل رہیں۔حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ صائم الدھر کے متعلق بظاہر دو متعارض حدیثوں کے درمیان کچھ اس طرح تطبیق دیتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"من صام الدھر لاصام ولا افطر"......جس نے ہمیشہ روزہ رکھا، اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔یعنی کچھ فائدہ نہ ہوا۔

دوسری حدیث میں ہے:"من صام الدھر ضیقت علیه جھنم۔ وعقد التسعین۔" جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس پر دوزخ تنگ ہوگئی اور آپ نے نوے کی گرہ لگائی۔تو اب ان دونوں حدیثوں میں کس طرح تطبیق دی جائے گی؟

فرمایا:......جہاں یہ کہا گیا ہے"من صام الدھر لاصام ولا افطر" اس کے معنی اس طرح ہوں گے کہ جس نے پیوستہ روزے رکھے تو ان میں وہ پانچ روز (یعنی دونوں عیدوں اور ایام تشریق) بھی داخل ہوئے۔بس یہ ایسا ہوگا کہ اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا (یعنی نہ روزے کا ثواب نہ افطار کا) جس نے متواتر روزے رکھے مگر ان پانچ روز افطار کیا (کھایا پیا) تو اس پر دوزخ اس طرح تنگ ہوگئی جس طرح نوے کی گرہ یعنی دوزخ میں اس شخص کی گنجائش نہیں ہوگی جیسے کہ نوے کی گرہ میں کسی چیز کی گنجائش نہیں ہوتی۔

حدیث کے معاملے میں حد درجہ احتیاط:......حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ حدیث کے معاملے میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے، اگر کوئی حدیث ان کی نظر سے نہ گزری ہوتی تو اس کا انکار نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ خواجہ حسن دہلویؒ نے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ (یہ جو) ایک آدمی پانی پیتا ہے اور دوسرے ہاتھ آگے (بڑھائے) رکھتے ہیں، کیا سنت ہے؟

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے تامل فرمایا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے چند لفظ پڑھے اور بولا کہ یہ حدیث ہے کہ جو شخص کسی کے پانی پیتے وقت ہاتھ بڑھاتا ہے، وہ ضرور بخشا جائے گا۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا: ''یہ حدیث ان کتابوں میں جو مشہور اور معتبر ہیں، نہیں آئی ہے، ممکن ہے یہ (حدیث ہی) ہو۔ لوگ اگر حدیث سنیں تو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جن کتابوں میں احادیث جمع کی گئی ہیں اور جنہوں نے اعتبار حاصل کرلیا ہے ان میں یہ حدیث نہیں آئی ہے''۔

تلاوت قرآن کے آداب:......حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کو ترتیل اور تردید کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا کہ ''تردید'' کا کیا مطلب ہے؟

ارشاد فرمایا:......''جس آیت سے پڑھنے والے کو ذوق اور رقت حاصل ہو، اس کی تکرار کرنی چاہئے''۔ ایک دفعہ رسول علیہ السلام کچھ (تلاوت) پڑھنا چاہتے تھے، جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا تو اس بسم اللہ ہی میں آپ علیہ السلام کے مبارک دل پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور بیس مرتبہ اس کی تکرار فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال فصاحت کا ذکر:......آپ علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ ایک مجلس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال فصاحت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ایک صحابی تھے، انہوں نے ایک بھیڑ بیچ دی تھی، پھر پچھتائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنا قصہ سنایا۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان صاحب کو طلب فرمایا، جنہوں نے بھیڑ خریدی تھی، ارشاد فرمایا: ''بھیڑ بیچنے والے صحابی (اب) پچھتا رہے ہیں، تم اسے واپس کردو۔'' ان صحابی کا نام نعیم تھا۔ کہنا یہ ہے کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس صورت حال کو اس عبارت میں ادا فرمایا: ''نعیم بعتم وبغنم بعتم فردوه اليه'' یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی فصاحت کے ساتھ چار جگہ تصحیفیں، متصل بین فرمائیں، بیع بمعنی شرا (خرید و فروخت) اور شرا بمعنی بیع آیا ہے۔

تائب اور متقی برابر ہیں:......حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: تائب اور متقی برابر ہیں، اس لئے کہ متقی تو وہ ہوتا ہے کہ جس نے عمر بھر شراب نہ پی ہو یا کوئی اور گناہ اس سے سرزد نہ ہوا ہو، تائب وہ ہوتا ہے جس نے گناہ کیا اور پھر توبہ کرلی۔

پھر فرمایا:......یہ دونوں (تائب اور متقی) اس حدیث کی وجہ سے برابر ہیں کہ آپ علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

"التائب من الذنب كمن لاذنب له" ......اس حدیث کی تشریح میں حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں:

''جس نے گناہ کیا اور گناہ سے خوب ذوق پایا، جب (وہ) توبہ کرتا ہے اور طاعت کرتا ہے تو اس طاعت میں بھی خوب ذوق پاتا ہے، ممکن ہے کہ اس راحت کا ذرہ جو اسے طاعت میں حاصل ہوا وہ ذرہ گناہوں کے کھلیان کے کھلیان جلا ڈالے''۔

خلاصہ:...... خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے زمانے میں لوگوں کی حدیث کی طرف اتنی توجہ نہ تھی۔ خصوصاً سقوط بغداد (۶۵۶ھ-۱۲۵۸ء) کے بعد برصغیر میں حدیث کی طرف رجحان کم رہا، زیادہ تر ادب، شعر، فقہ، اصول فقہ، ریاضی اور یونانی علوم کی طرف لوگوں کا رجحان تھا۔ ان کی نظر صغانی کی کتاب ''مشارق الانوار'' کی طرف ہوتی تھی، اگر کوئی مصابیح السنہ یا مشکوٰۃ پڑھ لیتا تو اسے محدث سمجھا جاتا تھا۔ ایسا ان کے علم حدیث سے ناواقفیت کی بنا پر تھا۔ مشکوٰۃ کو بھی علم اور فہم کے لئے نہیں بلکہ برکت کے لئے پڑھا جاتا تھا۔

مولانا سید سلیمان ندویؒ اس عہد میں علم حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس عہد میں علم حدیث کے ساتھ لوگوں کی جو بے اعتنائی تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ سلطان غیاث الدین کے زمانے میں مسئلہ سماع کی تحقیق کے لئے ایک مجلس منعقد ہوئی۔ مناظرہ کے ایک فریق شیخ نظام الدین سلطان اولیاء تھے اور دوسری طرف تمام علماء، شیخ کا بیان ہے کہ میں جب کوئی حدیث بیان کرتا تھا تو علماء بڑی جرات اور بے باکی سے کہتے کہ اس ملک میں حدیث پر فقہی روایت مقدم سمجھی جاتی ہے اور کبھی یہ کہتے کہ چونکہ اس حدیث سے امام شافعیؒ نے استدلال کیا ہے اور وہ ہمارے مخالف ہیں اس لئے ہم اس حدیث کو نہیں مانتے''۔

علامہ ندویؒ کے اس قول سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی جس ماحول میں پرورش و پرداخت ہوئی اس میں علم حدیث کی طرف لوگوں کا کتنا اعتنا تھا۔ شیخ نے کبھی بھی علم حدیث کا دامن نہ چھوڑا بلکہ آپ اپنی مجالس میں حدیث کا درس بڑی اہتمام سے دیتے تھے۔ فوائد الفواد کی مقبولیت ہر دور میں رہی ہے اور اسے چشتی نظامی کے سلسلے کے اولیا ہی نے نہیں بلکہ دوسرے سلاسل کے درویشوں نے بھی دستور العمل سمجھا ہے۔

ماخذ و مراجع

(۱)...... فوائد الفواد، تحقیق: محمد لطیف ملك، ناشر: ملك سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز، لاهور۔ (۲)...... الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة، ملا علی قاریؒ۔ (۳)...... كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس، عجلوانی۔ (٤)...... العلل المتناهية فی الاحاديث الواهية، ابن جوزی۔ (٥)...... سنن النسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب۔ (٦) ...... سنن الترمذی، ابو عيسىٰ ترمذی۔ (٧)...... مستدرك حاكم، امام حاكم نيساپوری۔ (٨)...... صحيح بخاری، محمد بن اسماعيل بخاری۔ (٩)...... مسند امام احمد بن حنبل۔ (١٠)...... شعب الايمان، بيهقی۔ (١١)...... مقالات سيد سليمان ندوی۔

فقہ حنفی و فقہائے احناف کی خدمات پر مشتمل تحقیقی کتابیں

- مقام ابی حنیفہؒ (حیات وخدمات اور اعتراضات کا مفصل علمی تجزیہ)

از: شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ [صفحات: ۲۸۴۔ قیمت: ۱۵۰]

- امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی از: مولانا مناظر احسن گیلانیؒ [صفحات: ۵۵۲۔ قیمت: ۲۵۰]
- امام ابو حنیفہؒ: حیات، فکر اور خدمات (ادارہ تحقیقات اسلامی کے علمی سیمینار کے منتخب مقالات)

مرتب: ڈاکٹر محمد طاہر منصوری [صفحات: ۲۸۲۔ قیمت: ۲۰۰]

- امام ابو حنیفہؒ کا عادلانہ دفاع (خطیب بغدادی کے اعتراضات کے جواب میں علامہ زاہد الکوثری کی کتاب کا اردو ترجمہ) مترجم: مولانا عبد القدوس خان قارن [صفحات: ۴۳۰۔ قیمت: ۲۰۰]
- امام محمد بن الحسن شیبانیؒ اور ان کی فقہی خدمات (حیات وخدمات، فقہی منہج اور فقہ حنفی کی تدوین کا مفصل تذکرہ) از: ڈاکٹر محمد الدسوقی [صفحات: ۶۲۶۔ قیمت: ۴۲۵]
- احکام القرآن (امام ابوبکر الجصاصؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف کا اردو ترجمہ) [۶ جلدیں۔ قیمت: ۲۱۰۰]
- برصغیر میں علم فقہ (فتاویٰ عالمگیری اور دیگر اہم علمی کاوشوں کا تاریخی پس منظر میں تعارف)

از: مولانا محمد اسحاق بھٹی [صفحات: ۳۹۲۔ قیمت: ۲۵۰]

- نماز مسنون (فقہ حنفی کی روشنی میں مسائل نماز کی مفصل ومدلل تحقیق)

از: شیخ التفسیر مولانا صوفی عبد الحمید سواتیؒ [صفحات: ۸۴۰۔ قیمت: ۳۰۰]

امیر عبد القادر الجزائریؒ .... سچے جہاد کی ایک داستان

تصنیف: جان ڈبلیو کائزر ۔ پیش لفظ: مولانا زاہد الراشدی

- جو سترہ سال تک (۱۸۳۲ء تا ۱۸۴۸ء) الجزائر پر فرانس کے قبضے کی راہ میں سد سکندری بنا رہا،
- جس نے فرانسیسی فوج کے وحشیانہ مظالم کے جواب میں دشمن کے جنگی قیدیوں کے ساتھ احسان کا برتاؤ کر کے اسلام کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کا ایک زندہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا،
- جس نے ۱۸۶۰ء میں دمشق کے مسلم مسیحی فسادات میں بے گناہ مسیحیوں کے تحفظ کے لیے جان پر کھیل کر وہ کردار ادا کیا کہ مغربی دنیا بھی اسے ایک ہیرو کا درجہ دینے پر مجبور ہوگئی۔

اسلام کے اعلیٰ وارفع تصور جہاد کی جیتی جاگتی تصویر

بلند کرداری اور صبر آزما جدوجہد کی ایک دلچسپ اور حیران کن داستان

[صفحات: ۴۵۶ ۔ قیمت (بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ) ۲۷۵ روپے]

مکتبہ امام اہل سنت، جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ (0334-4458256 / 0306-6426001)

بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کیجئے

مفتی تنظیم عالم قاسمی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث کا ایک مقصد قرآن کریم نے تزکیہ قلب بیان کیا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیته ویز کیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة﴾ (سورہ جمعہ:۲) وہی ہے وہ ذات جس نے ان پڑھوں میں انہی میں کا ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کو پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے"۔

''تزکیہ قلب'' دل کی پاکی کو کہا جاتا ہے۔ یعنی انسان کے دل ودماغ کو بے حیائی اور دنیوی آلائشوں سے پاک کر کے اس میں خوف آخرت اور اللہ کی محبت پیدا کی جائے۔ عام طور پر انسانی نفوس کا رجحان ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے جو شریعت کے خلاف ہیں، جن میں نفس کو لطف اور مزہ آتا ہے، ان رجحانات کو موڑ کر نفس کو رشد وہدایت اور خیر پر لگانے کی محنت کو تصوف وسلوک اور تزکیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ شریعت میں تزکیے کی بڑی اہمیت ہے، اس لئے کہ اگر انسان کا دل پاک ہو جائے، سوچ وفکر قرآنی اصول کے سانچے میں ڈھل جائے، تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرہ صالح اور نیک نہ ہو۔ زنا کاری، شراب نوشی، ظلم وزیادتی، چوری، ڈاکہ زنی اور ہزار طرح کے جرائم اس لئے وجود میں آتے ہیں کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور نہ آخرت پر یقین، خدا کی قدرت اور وجود کا تصور بلاشبہ بڑے سے بڑے گناہ کے عادی انسان کے ہاتھوں غیر مرئی ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں لگا دیتا ہے پھر وہ اس طرح سنور جاتا ہے کہ رات کے سناٹے میں بھی اس کا ذہن کسی برائی کی طرف نہیں جاتا، دولت کے خزانے میں بھی رہ کر دل میں خیانت کا تصور نہیں آتا، بے حیائی کے تمام اسباب ووسائل موجود ہوں، پھر بھی طبیعت اس پر آمادہ نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے تزکیہ قلب پر بڑا زور دیا ہے۔ سورہ اعلیٰ آیت ۱۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قد افلح من تزکیٰ﴾ ''تحقیق کہ وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنا تزکیہ کیا''

﴿قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا﴾ ”بے شک وہ آدمی کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو سنوارا اور ناکام ہوا جس نے اس کو خاک میں ملایا یعنی خواہشات نفس کی پیروی کی۔“

ان دونوں آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی اور فوز وصلاح، تزکیہ قلب کے ساتھ مربوط ہے، دل پاک وصاف ہے تو اخروی نعمتیں استقبال کریں گی، دنیا میں سکون واطمینان، رعب ودبدبہ، عزت اور بلند مقام تو حاصل ہوگا ہی، اسی کے ساتھ جنت کی ابدی راحت رساں چیزیں سامنے حاضر ہوں گی، وہ جب اور جس طرح چاہے گا کھائے گا اور مزے لے گا، اللہ کی رضامندی اس کو مکمل طور پر حاصل ہوگی۔

عرب قوم جس کے درمیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی، پلے، بڑھے اور نوجوان ہوئے یقیناً وہ ایک خونخوار اور جنگجو قوم تھی، تہذیب وتمدن سے نابلد، برائیوں کی خوگر، معرفت الٰہی سے کوسوں دور اور طبیعت کے اعتبار سے انتہائی سخت اجڈ اور گنوار تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم نے ان کو ایسا بدلا کہ ساری دنیا کے لئے وہ ہدایت کے چراغ بن گئے، جو پہلے گنوار تھے، مہذب بن گئے، مشرک تھے موحد ہوگئے، سخت تھے نرم ہوگئے، جو پہلے بے حیثیت تھے وہ دنیا کے امام بن گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیقیت کا مقام نہ ملتا اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب نہ ہوتی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غنی اور ذوالنورین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیر خدا کا لقب اور اعزاز، رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور محبت کا اثر ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عرب کے باہر سے تشریف لائے، کوئی تعارف اور شناسائی نہیں، پہلے غلام تھے لیکن اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وصحبت نے انہیں وہ مقام عطا کیا کہ تمام مسلمانوں کے وہ چہیتے اور سردار بن گئے، بقول شاعر ؎

خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے ۔۔۔ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیح کردیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہ، تابعین، تبع تابعین اور پھر اولیا اللہ اور بزرگان دین کی مجلس اور صحبت میں وہ تاثیر پائی جاتی ہے جس سے سخت سے سخت انسان کا دل بھی موم بن جاتا ہے، اللہ کا خوف اور آخرت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے، انسانوں کے اندر تکبر ہے، حسد ہے، بغض ہے، حب دنیا ہے، آخرت سے بےفکری ہے، گناہوں سے دلچسپی ہے، اس طرح کے تمام گندے اوصاف شیطانوں کے مکروفریب اور ان کے بہکاوے سے پیدا ہوتے ہیں، صلحاء اور بزرگان دین مدتوں ریاضت سے جن کے نفوس منجھے ہوئے ہوتے ہیں، وہ شیطان کے مکروفریب کو اچھی طرح جانتے ہیں، ان بزرگوں کی صحبت جو اختیار کرتا ہے اور ان کے توسط سے جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے یہ نفوس قدسیہ ان کو شیطان اور نفس سے بچنے کی تدبیریں بتاتے ہیں، اگر ان کی ہدایت پر عمل کیا جائے تو بہت جلد نفس کے عیوب اور رزائل کا ازالہ ہوجاتا ہے اور ان کی فیض صحبت سے انسان اخلاق فاضلہ، معرفت الٰہی، خوف خدا اور آخرت کی طرف رغبت